رشید اختر ندوی

فقہائے شافعیہ

مسلک شافعی

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی توجہ کو شروع میں ادب و شعر اور دوسرے علوم کی طرف تھی لیکن جب انھوں نے موطّا امام مالک پڑھا، اور حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حدیث ان کے اوپر غالب آگئی۔ قرآن حکیم و حدیث شریف کے سوا وہ پیش آمدہ مسائل میں کسی اور چیز سے مدد نہ لیتے۔ یہاں تک کہ ان کے متعلقین بھی اس چیز کی پابندی کرتے۔ ابوثور کہتے ہیں کہ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغداد آئے اور لوگوں نے ان سے مسائل پوچھے تو وہ ان مسائل کے جواب دیتے وقت فرماتے، قرآن میں یوں آیا ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت یہ ہے۔ اس کے سوا وہ کوئی اور بات نہ کہتے۔ یہ دیکھ کر ہم نے بھی قیاس و رائے سے توبہ کر لی۔ اور حدیث کے پابند ہو گئے[1]۔

غالباً یہی سبب ہے کہ تقریباً چھٹی اور ساتویں ہجری تک جتنے بھی بڑے علماء نے امتیاز پایا، وہ زیادہ تر شافعی تھے۔ اور اس لیے تھے کہ وہ حدیث کے پابند تھے اور امام شافعی حدیث کے معتمد عشاق میں سے تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امام شافعی نے کئی مسائل میں جہاں قرآن و حدیث میں ان کے حل واضح شکل میں موجود نہ تھے، قیاس کیا اور تفقہ سے کام لیا۔ اس وجہ سے ان کی فقہ نے ایک خاص شکل اختیار کر لی۔ چونکہ وہ حدیث سے زیادہ قریب تھے اور حدیث کی پابندی کو زیادہ ضروری سمجھتے تھے، اس

---

(۱) الخطیب جز خامس

لیے انھوں نے قیاس پر ضعیف احادیث تک کو ترجیح دی اور یہی ان کی فقہ کا خصوص ہے۔ اور یہی بات فقہ حنفی اور فقہ شافعی کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔

امام صاحب کے بعد ان کے شاگردوں کا مسلک بھی قریب قریب یہی تھا۔ وہ بھی حدیث کو ہر صورت میں قیاس پر ترجیح دیتے۔ لیکن انھوں نے قیاس بھی کیا، اسی لیے فقیہ کہلائے۔

فقہائے شافعیہ کی تعداد یوں تو بہت ہے لیکن ہم یہاں بعض ممتاز بزرگوں کا ذکر کر رہے ہیں تاکہ موضوع تشنہ نہ رہے۔ اور پڑھنے والے یہ جان سکیں کہ امام شافعی نے ملت کے ذہن پر کس حد تک اثر ڈالا تھا۔

مزنی

فقہائے شافعیہ میں سے زیادہ امتیاز ابوابراہیم اسمٰعیل بن یحییٰ بن اسمٰعیل بن عمرو بن اسحاق المزنی کو نصیب ہوا۔ وہ مصر کے رہنے والے تھے اور مزنیہ قبیلہ[۱] کے فرد تھے۔ امام شافعی جب مصر تشریف لائے تو جن بزرگوں نے ان سے شرف تلمذ پایا ان میں ابوابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی بہت ممتاز تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انھیں بہت عزیز جانتے تھے۔ اور ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔

صاحب طبقات الشافعیہ کا بیان ہے:

قال الشافعی فی وصفہ لو	اگر شیطان سے مناظرہ کریں تو آپ اس پر بھی
ناظر الشیطان لغلبہ۔	غالب آجائیں۔

یہ ان کی بے پناہ ذہانت کی دلیل تھی۔ حقیقتاً وہ انتہے بڑے طباع اور صاحب الکلام تھے کہ جس سے بھی گفتگو کرتے اسی پر غالب آجاتے۔

ابن خلکان نے اس کی ایک مثال دی ہے کہ قاضی بکار بن قتیبہ نے جو حنفی المذہب تھے، ان کی بہت شہرت سُنی تھی۔ جی بھی چاہتا تھا کہ ان سے ملیں، مگر اتفاق نہ ہوا۔ ایک بار دونوں ایک جنازہ میں

---

(۱) ابن خلکان جز اوّل ص ۱۹۶

یکجا ہوئے تو بکار نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک سے کہا، ان سے کوئی بات پوچھو، تاکہ ہم انھیں بات کرتے سن سکیں۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا:

"اے ابا ابراہیم حدیث میں تحریم نبیذ کا ذکر بھی آیا ہے اور تحلیل کا بھی۔ پھر آپ تحریم کو تحلیل پر کیوں مقدم کرتے ہیں؟"

مزنی نے جواب دیا: "علماء میں سے کوئی بھی عالم ایسا نہیں ہے جس کے نزدیک نبیذ پہلے تو عہدِ جاہلیت میں حرام ہو، پھر حلال کر دی گئی ہو، اس پر اتفاق ہے کہ نبیذ جاہلیت میں حلال تھی۔ اس بات سے ان احادیث کی تقویت ہوتی ہے جو اس کی حرمت کے سلسلہ میں آئی ہیں۔"

یہ ایک منطقی استدلال تھا اور بہت خوب تھا۔ قاضی بکار اسے سن کر بہت خوش ہوئے۔ بہرحال مزنی کو اپنے وسیع علم، اپنی بے پناہ ذہانت، اور انتہائی ورع کے سبب مصر میں بہت امتیاز نصیب ہوا۔ لوگ ان کے کردار کی مضبوطی اور ان کی پاکیزگیِ اخلاق کی قسمیں کھاتے تھے۔ انھیں یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے انھیں اپنا نائب بنایا۔ انھیں اپنے مذہب کا حامی قرار دیا، اور موت کے وقت انھی سے فرمائش کی کہ انھیں غسل دیں[1]۔

مزنی بڑے مصنف تھے، انھوں نے کئی کتابیں تصنیف کی تھیں جن میں الجامع الکبیر، الجامع الصغیر المختصر المنثور والمسائل المعتبرة، الترغیب فی العلم، کتاب الوثائق، کتاب العقارب، کتاب نہایۃ الاختصار زیادہ ممتاز تھیں۔

صاحب "طبقات الشافعیہ" کا بیان ہے کہ مزنی کے تقوے کا یہ عالم تھا کہ جب انھوں نے اپنی کتاب مختصر تالیف کی تو اس میں کوئی مسئلہ اس وقت تک درج نہیں کیا جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لی[2]۔ ان کی کتاب مختصر، فقہ شافعی میں بڑا مقام رکھتی ہے اور بنیادی کتاب کہی جاتی ہے[3]۔

صاحب طبقات الشافعیہ کا بیان ہے کہ مزنی نے تخریجات بھی کیں۔ انھوں نے کئی فقہی مسائل

---

(۱) ابن خلکان جزء اول ص ۱۹۶، ۱۹۷ (۲) طبقات الشافعیہ جزء اول ص ۲۳۸، ۲۳۹ (۳) اتحاف النبلا، جزء دوم ص ۲۳۲

میں امام شافعی سے تفرد کیا لیکن کہیں مخالفت نہیں کی۔ انھوں نے اپنے امام کے اصولِ استنباطِ مسائل کو ہر جگہ ملحوظ رکھا۔[1]

ابوثور

ابراہیم بن خالد ابوثور کلبی الفقیہ، گو مزنی جیسے بڑے فقیہ نہ تھے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے بہت ممتاز ہیں۔ الخطیب کا بیان ہے کہ امام شافعی جب تک بغداد نہ آئے تھے۔ وہ امام محمد بن حسن شیبانی کے متبع تھے لیکن امام شافعی جب بغداد آئے تو انھوں نے ان کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ امام صاحب سے پہلے وہ صاحب الرائے تھے۔ قیاس ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے آنے سے پہلے وہ بدعت پر عامل تھے۔ قیاس کیا کرتے۔ امام صاحب کی وجہ سے وہ حدیث کی طرف لوٹے لیکن اس کے باوجود وہ فقیہ مشہور رہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ انھیں بڑا فقیہ مانتے۔ ان کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی۔ فرمایا:

مَا بلغنی عنه الا خیرًا۔

البتہ انھیں ان کا صاحب الرائے ہونا کھٹکتا تھا۔ بہرحال امام ابوثور فقہائے شافعیہ میں بہت ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ انھوں نے کئی کتابیں بھی تصنیف کی تھیں۔ جن میں زیادہ تر احکام سے بحث کی تھی۔

الخطیب نے انھیں دین کے بڑے ائمہ میں شمار کیا ہے۔[2]

صاحب طبقات الشافعیہ نے بھی انھیں فقہائے شافعیہ میں بہت ممتاز جگہ دی ہے۔ ان کے خیال میں ابوثور پر حدیث کی نسبت فقہ زیادہ غالب تھی۔[3] یہی سبب تھا کہ امام احمد بن حنبل یا دوسرے ائمہ حدیث سے جب مسائلِ فقہ پوچھے جاتے تو وہ سائل کو ابوثور کی طرف بھیج دیتے۔

---

(۱) طبقات الشافعیہ جزء اوّل، ص ۲۴۳ (۲) الخطیب جزء ۶، ص ۶۵ (۳) طبقات الشافعیہ جزء اوّل، ص ۲۲۸

محمد بن شافعی

حضرت امام شافعی کے بڑے بیٹے تھے۔ اپنے والد کے انتقال کے وقت نوجوان تھے۔ باپ کے علاوہ حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت سفیان ثوری، جناب محدث عبدالرزاق سے حدیث پڑھی۔ بغداد اور حلب کے قاضی بنے، خطیب اور صاحب طبقات الشافعیہ نے بڑے بڑے علماء میں شامل کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل ان کی جلالتِ قدر کے اتنے معترف تھے کہ ان کے لیے ہر نماز میں روزانہ دعا مانگا کرتے تھے۔[۱]

احمد بن یحییٰ البغدادی

امام شافعی کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ صاحب طبقات الشافعیہ نے امام دارقطنی کی رائے نقل کی ہے کہ احمد بن یحییٰ امام شافعی کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے۔ حضرت امام جب بغداد آئے تو انھوں نے بغداد کے بعض دوسرے محدثین کی طرح امام صاحب کا دامن پکڑ لیا۔ اور ہر لمحہ ان کے ساتھ رہنے لگے۔ لیکن شاید طبیعت میں استقلال نہ تھا اس لیے امام شافعی کے بغداد سے تشریف لے جانے کے بعد، ابن ابی داؤد کے حلقہ میں شامل ہو گئے اور خود پر اعتزال غالب کر لیا۔

یہی وجہ تھی کہ جب ابو داؤد سجستانی سے پوچھا گیا، امام شافعی کے ساتھی کون کون تھے، تو انھوں نے ان کا نام تو لیا لیکن انھیں اہمیت نہ دی۔[۲]

دوسرے ساتھی

حارث بن مسکین اور حارث بن سریح بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ان سے بھی امام صاحب کے بہت سے اقوال روایت کیے گئے ہیں۔

حضرت امام کے ساتھیوں میں سے ابو علی الحسن بن محمد الزعفرانی بہت ممتاز تھے۔ الماوردی اور صاحب طبقات الشافعیہ نے انھیں جلیل فقیہاً و محدثاً لکھا ہے۔

---

(۱) طبقات الشافعیہ، جزاول ص ۲۲۲ (۲) ایضاً، ص ۲۲۲، الخطیب جزخامس، ص ۲۰۱

وہ سواد کے رہنے والے تھے۔ اپنے گاؤں زعفرانیہ کی طرف منسوب ہوئے۔ اور زعفرانی کہلائے۔ وہ اتنے بڑے عالم تھے کہ بغداد کے جس محلہ میں سکونت اختیار فرمائی وہ ان ہی کے نام سے مشہور ہو گیا۔[1]

حضرت امام شافعی کے بغداد آنے پر جب وہاں کے علماء نے ان کا دامن تھاما تو زعفرانی بھی امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب ان سے اس درجہ خوش تھے کہ ان کے سوا کسی دوسرے سے کوئی چیز نہ پڑھواتے۔ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ امام شافعی کی ساری کتابیں میں نے ان کے سامنے قرأت کیں۔ البتہ خود انھوں نے دو کتابوں، کتاب المناسک، اور کتاب الصلوٰۃ کی قرأت خود فرمائی۔[2]

صاحب طبقات الشافعیہ ہی کا بیان ہے کہ زعفرانی کے زمانہ میں ان جیسا کوئی خوبصورت اور فصیح اللسان نہ تھا۔ وہ حسن، صورت اور شیریں زبان کے لحاظ سے سب پر فوقیت لے گئے تھے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ حضرت امام شافعی نے ان کے سوا کسی دوسرے کو قرأت کا موقع نہ دیا۔

زعفرانی نے امام شافعی سے بہت کچھ روایت کیا ہے۔ ان سے جن محدثین نے روایت کی، ان میں امام بخاری، امام ابوداؤد اور ترمذی جیسے بلند پایہ محدثین بھی ہیں۔ ۲۴۹ھ میں انتقال فرمایا۔

ابو علی الکرابیسی

ابو علی حسین بن علی الکرابیسی بھی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت ممتاز ساتھی تھے ابن خلکان فرماتے ہیں کہ وہ امام شافعی کے مذہب کے سب سے زیادہ حافظ تھے۔ امام شافعی کے ساتھ بہت دن رہے۔ ابو ثور کی طرح پہلے اہل الرائے تھے۔ امام صاحب کی صحبت نے انھیں حدیث کی طرف مائل کیا۔ اور حدیث میں اس قدر معرفت پیدا کی کہ جرح و تعدیل پر ایک بہت اونچی کتاب لکھی۔ وہ علم کلام میں بھی استاذ کا درجہ رکھتے تھے۔ انھوں نے اس موضوع پر بھی ایک کتاب لکھی تھی۔ امام احمد بن حنبل اور ان میں کبھی کبھی نوک جھونک بھی ہوتی رہتی۔ خصوصیت سے دونوں میں اس موضوع پر اچھا خاصا اختلاف پیدا ہوا کہ آدمی قرآن حکیم کے جو الفاظ ادا کرتا ہے وہ مخلوق ہیں۔ امام احمد کے نزدیک یہ

طبقات الشافعیہ جزء اول، ص ۲۵۰ (۲ و ۳) ایضاً ص ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، والخطیب جزء ۷، ص ۴۰۸، ۴۰۹

خیال بھی بدعت تھا۔ یہ معاصرانہ اختلاف تھا۔ یوں دونوں ایک دوسرے کو بڑا عالم سمجھتے تھے۔

الکرابیسی اس دور کے بہت بڑے مصنفین میں سے تھے۔ کئی اونچے پایہ کی کتابیں تصنیف کیں اور امامِ زماں کہلائے۔ ابنِ خلکان فرماتے ہیں:

واخذ عنه الفقه خلق کثیر

ان سے بہت سے لوگوں نے فقہ سیکھی۔ ۲۴۸ھ میں انتقال فرمایا۔[1]

ابوبکر الحمیدی

حمیدی بن زہیر بن الحارث بھی امام شافعی کے بڑے ساتھی تھے۔ حدیث و فقہ میں امام سمجھے جاتے۔ امام احمد بن حنبل انھیں اپنا امام کہتے تھے۔ اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔[2] خود امام شافعی ان کو بہت بزرگ و محترم جانتے تھے۔ ابنِ عیینہ کے بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ انھوں نے صرف ان کے واسطے سے دس ہزار احادیث یاد کی تھیں۔ ابنِ حبان کا بیان ہے کہ وہ ابنِ عیینہ کی صحبت میں بیس سال رہے تھے۔

حضرت اسحٰق بن راہویہ انھیں اپنے زمانہ کے تین بڑے ائمہ میں سے ایک سمجھتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں:

"الائمة فی زماننا الشافعی والحمیدی وابوعبید"

امام حاکم نے ان کے بارے میں لکھا: الحمیدی مفتی اهل مکة و محدثهم وهو لاهل الحجاز فی السنة کاحمد بن حنبل لاهل العراق

آپ نے ۲۱۹ھ میں انتقال فرمایا۔

البویطی

یوسف بن یحییٰ ابو یعقوب البویطی المصری بھی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے

---

(۱) ابنِ خلکان جزاول ص ۲۹۹، (۲) طبقات الشافعیہ جزاول ص ۲۶۲، ۲۶۴

ساتھیوں میں سے تھے۔ صاحب طبقات الشافعیہ ان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: "کان إماماً ماجداً عابداً زاهداً فقيهاً عظيماً۔ جبل من جبال العلم والدّين۔"
ان کا زیادہ وقت علم سکھانے میں گزرتا۔ رات کا اکثر حصہ عبادت ہی کی نذر کرتے۔ امام شافعی سے فقہ سیکھی اور ان کی خدمت میں ان کی وفات تک رہے۔

ابن حیان، ابوموسیٰ یونس بن عبدالاعلیٰ ابن حیان الصدفی۔ امام صاحب کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے۔ امام صاحب سے بہت سی روایات کیں۔ علم الاخبار اور صحیح و سقیم میں علامہ تھے۔ نجوم سے بھی خوب واقفیت تھی۔ ابوعبداللہ القضاعی نے انھیں اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم اور عاقل قرار دیا ہے۔ بہت سے محدثین نے ان سے روایت کی ہے۔

قاضی بکار گو حنفی تھے مگر ان کی دانائی، ذہانت اور فطانت کے سبب ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم

عبداللہ بن وہب اور اشہب سے تعلیم پائی۔ حضرت امام شافعی جب مصر تشریف لائے تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے وابستگی پیدا کر لی۔

ابن خلکان نے المزنی کا قول نقل کیا ہے کہ ہم امام شافعی کے پاس آتے کہ ان سے سماع کریں۔ ہم ان کے دروازہ پر بیٹھ جاتے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم تشریف لاتے۔ وہ آتے ہی اندر چلے جاتے اور کافی دیر تک امام شافعی کے ساتھ رہتے۔ کبھی ان کے ساتھ کھانا بھی کھاتے۔ پھر امام شافعی باہر آتے اور امام شافعی ہم پر قرأت کرتے۔ امام صاحب قرأت ختم کر لیتے تو محمد کی سواری قریب آتی، محمد اس پر سوار ہوتے اور لوٹتے۔ امام صاحب کی نگاہ ان کو جاتے دیکھتی رہتی۔ وہ جب غائب ہو جاتے تو امام شافعی انتہائی محبت سے کہتے۔ اے کاش! اس جیسا میرا کوئی بیٹا ہوتا خواہ میں ہزار دینار کا مقروض ہی کیوں نہ ہوتا۔

ابن خلکان ہی کی روایت ہے کہ محمد کے والد عبداللہ، امام مالک کے بڑے معتقد تھے۔ ان کے

بہت سے دوست ان کے پاس آئے اور ان سے کہا اسے امام شافعی کے پاس نہ جانے دو۔ میرے باپ نے انھیں بہت نرمی کے ساتھ سمجھایا کہ میرا بیٹا محدث ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے اختلافات سے آگاہ ہو، اور جب وہ لوگ چلے گئے تو مجھ سے تنہائی میں کہا شافعی کے ساتھ لگے رہو، ورنہ جب تم مالک سے اشہب کے واسطے سے روایت کرو گے تو لوگ پوچھیں گے یہ اشہب کون ہے ؟ اشہب کو کوئی پہچانے گا نہیں۔

محمد فرماتے ہیں جب وہ بغداد لائے گئے تو انھوں نے اشہب کے حوالہ سے روایت کی، لوگوں نے پوچھا یہ اشہب کون ہے ؟ گویا ان کے باپ کی بات پوری ہو گئی۔[1] محمد اپنے زمانہ کے بڑے علماء میں بہت ممتاز تھے۔ خاص طور پر مصر کے لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔

ابوبکر بن خزیمہ نے محمد بن عبداللہ کو بہت بڑا عالم قرار دیا تھا۔ وہ فرماتے: فقہائے اسلام میں اقاویل صحابہؓ و تابعین میں محمد بن عبداللہ سے بہتر انھوں نے کوئی دوسرا عالم نہ دیکھا تھا۔[2]

کچھ لوگوں کا خیال ہے امام محمد بن عبداللہ امام شافعی کی بیماری میں بویطی سے لڑ پڑے تھے اور امام شافعی نے ان پر بویطی کو ترجیح دی تھی۔ بہر حال محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم اپنے وقت کے بہت بڑے مصری شافعی فقیہ تھے۔ امام شافعی کے کچھ اور ساتھی بھی تھے جن کا ذکر ہم نے جان بوجھ کر ترک کیا ہے کہ اختصار مقصود ہے۔

یہ عجیب بات تھی کہ اپنے وقت اور بعد میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بڑے علمائے حدیث میں بے حد قبول حاصل ہوا، خصوصیت سے امام احمد بن حنبل، ابوالحسن علی بن مدینی، امام فضل بن ربیع اور امام ابوعبید، امام ابوالولید، اور امام ابوالجارود جو اپنے دور کے بہت بڑے ائمہ حدیث تھے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت عزیز جانتے تھے۔ اور ان کی شاگردی میں انھیں ناز تھا۔

---

(۱) ابن خلکان جزء ۳، ص ۲۲۳، ۲۳۱ (۲) طبقات الشافعیہ جزء اول، ص ۲۲۴

بعد کے فقہائے شافعیہ

اوپر ہم نے جن بزرگ فقہا کا ذکر کیا ہے انھیں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی صحبت کا شرف نصیب ہوا۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے اس بزرگ امام کو دیکھا۔ ان کی باتیں سنیں۔ ان کے علم و فضل کا مشاہدہ کیا۔ حیرانی کی بات ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد اور زیادہ مقبول ہوئے۔ اور جن علمائے حدیث و فقہ و تاریخ و سیر نے اقلیم علم و فن پر حکمرانی کی ان میں اکثر امام شافعی کے معتقد تھے۔

ترمذی

ان میں پہلے ابوجعفر، محمد بن احمد بن نصر الترمذی تھے۔ ابن خلکان فرماتے ہیں: "ان کے دور میں فقہائے شافعیہ میں ان جیسا کوئی دوسرا نہ تھا۔ نہ علم کے اعتبار سے اور نہ ورع کے لحاظ سے۔"

بغداد کے رہنے والے تھے۔ ۲۹۵ھ میں انتقال فرمایا۔[1]

ابن الحداد

ابن الحداد ابوبکر محمد بن احمد بن محمد الکنانی المعروف بابن الحداد المصری بڑے مصنف تھے۔ ان کی کتاب "الفروع" کو علمائے شافعیہ میں بہت مقتدر گردانا جاتا رہا۔

وہ بڑے فقیہ، محقق اور غواصِ معانی تھے۔ مصر کے قاضی رہے۔ بادشاہ سے لے کر رعایا کا ادنیٰ فرد تک ان کا بے حد احترام کرتا۔ ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔[2]

ابوبکر محمد بن عبداللہ الصیرفی

ابی العباس بن سریج کے شاگرد تھے۔ قیاس اور باریک بینی اور علوم الاصول کے سبب

(۱، ۲) ابن خلکان جزء ۳، ص ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶

بہت شہرت پائی۔ ابوبکر القفال نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ امام شافعی کے بعد اصول میں ان جیسا کوئی عالم نہ تھا۔ ۳۳۰ھ میں انتقال فرمایا۔

ابوبکر محمد بن علی القفال

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ وہ بلاشبہ اپنے زمانہ کے امام تھے۔ بڑے فقیہ، محدّث اور شاعر تھے۔ ابن السریج سے فقہ پڑھی۔ اصول فقہ میں ایک جامع کتاب تصنیف کی۔

ماوراء النہر میں ان کے سبب شافعی مذہب نے بہت فروغ پایا۔ الحاکم جیسے امام ان کے شاگرد تھے۔ ان کی کئی کتابیں بہت مشہور ہوئیں۔ جن میں التقریب بھی تھی جو چھ جلدوں میں لکھی گئی تھی۔ ماوراء النہر کے بہت سے علماء نے ان سے فیض پایا۔

۳۶۵ھ میں انتقال فرمایا۔

ابوالحسن محمد بن علی الماسرجسی

خراسان کے فقہائے شافعیہ میں بہت ممتاز تھے۔ ان سب میں مذہب، ترتیب مذہب اور فروع مسائل میں زیادہ ثقہ تھے۔ نیشاپور میں ان کا مدرسہ شہرۂ آفاق تھا۔

۳۸۱ھ میں رحلت فرمائی۔[1]

محمد بن حسن الاستر ابازی

بہت بڑے فقیہ تھے۔ نیشاپور میں ان کا مدرسہ بھی شہرۂ آفاق تھا۔ فقہ، ادب، معانی القرآن اور قرأت میں اپنی مثال آپ تھے۔ متوفی ۳۸۶ھ۔[2]

ابوسہل محمد بن سلیمان الصعلوکی العجلی

مفسر، متکلم، ادیب، نحوی، شاعر اور عروضی تھے۔ امام الحاکم نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ الصعلوکی اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ مشہور تھے۔ ابوالولید صعلوکی کو بے مثال عالم و فقیہ سمجھتے تھے۔

---

(۱) ابن خلکان جزء ۳، ص ۳۴۰ (۲) ایضاً ص ۳۴۲، ۳۴۳

۳۶۶ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

ابو الطیب محمد بن مفضل البغدادی

بڑے فقہا میں سے تھے۔ ابی العباس بن سریج سے فقہ سیکھی۔ اور نامور زمان ہوئے۔ بہت ذہین، ذکی، اور بے مثل حکیم تھے۔ ۳۰۸ھ ہجری میں وفات پائی۔[1]

محمد بن احمد المروزی القاشانی

مرو کے بے مثال فقیہ اور عالم تھے۔ ان کے زہد و مذہب کی مثالیں دی جاتیں۔ آپ نے ۳۰۱ھ میں وفات پائی۔[2]

ابوبکر محمد بن عبداللہ الاودنی

اپنے زمانہ میں شافعی علماء کے امام تسلیم کیے گئے تھے۔ بخارا کے رہنے والے تھے۔ کلاباذ میں ۳۹۵ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

ابوبکر محمد بن احمد

فارس کے رہنے والے تھے۔ وہیں کے قاضی بنے، بہت بڑے عالم و فقیہ تھے۔ ۳۶۲ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔

محمد بن سلامہ القضاعی

القضاعی اپنے زمانہ کے بہت بڑے فقیہ، عالم، اور مؤرخ تھے۔ ان کی تصانیف میں کتاب "الشہاب" "کتاب" "مناقب الشافعی" کتاب "الانباء عن الانبیاء" "تواریخ الخلفاء" "خطط مصر" زیادہ مشہور ہیں۔ مصر میں ۴۳۵ھ میں انتقال فرمایا۔

الحلیمی

ابو عبداللہ الحسین بن الحسن الحلیمی والجرجانی جرجان کے رہنے والے تھے۔ بخارا میں تعلیم پائی۔

(۱) ابن خلکان جزء ۳، ص ۳۴۶ (۲) ایضاً ص ۳۴۷

ابی بکر القفال کے شاگرد خاص تھے۔ ماوراء النہر کے مرجع خاص و عام بنے۔ الحاکم نے ان کی شاگردی کی۔ متوفی ۴۰۳ ہجری[۱]۔

التمیمی ابوالحسن منصور بن اسمٰعیل

جزیرہ کے رہنے والے تھے۔ امام شافعی کے اصحاب سے فقہ سیکھی۔ اور خوب نام پیدا کیا۔ اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔ الواجب، المستعمل، المسافر، الهدایہ ان کی جید تصانیف ہیں۔ آپ نے ۳۲۰ھ میں وفات پائی[۲]۔

ابوعبداللہ زبیر بن احمد الزبیری

اپنے زمانہ میں بصرہ کے امام تھے۔ مذہب کے حافظ تھے۔ فقہ میں کئی کتابیں لکھیں۔ الکافی، کتاب النیۃ، ستر العورۃ، الهدایۃ، الاستشارہ والاستخارہ، ریاضۃ المتعلم، اور کتاب الامارہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ ۳۲۰ھ (متوفی)۔

ابوالقاسم عبدالعزیز الدارکی

اصفہان کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ نیشاپور میں برسوں فقہ کی تعلیم دی۔ پھر بغداد تشریف لے گئے۔ اور وہاں فیض عام جاری کیا۔ ابوحامد الاسفرائینی کا قول ہے کہ ان جیسا بڑا فقیہ ان کے زمانہ میں کوئی دوسرا نہ تھا[۳]۔ کبھی کبھی امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے مذہب کے خلاف بھی فتوے دیا کرتے اور سند میں حدیث پیش کرتے اور فرماتے حدیث ائمہ کے اقوال سے افضل ہے۔ متوفی ۳۰۳ھ

ابواسحٰق ابراہیم المروزی

فتوے و تدریس میں امام وقت تھے۔ ابن سریج کے بعد فقہائے شافعیہ میں انھوں نے بہت نام پایا۔ کئی کتابیں لکھیں۔ جن میں مختصر المزنی کی شرح بھی ہے۔ بغداد میں بہت دن رہے اور بہت سے لوگوں کو علم کی دولت عطا کی۔

---

(۱) ابن خلکان جزو اول ص ۴۰۳ (۲) ابن خلکان جزو چہارم ص ۲۷۶

الاسفرائینی

ابواسحٰق ابراہیم بن محمد الاسفرائینی بہت بڑے فقیہ و عالم تھے۔ کئی بلند پایہ کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں جامع الحلی فی اصول الدین والرد علی الملحدین بہت ممتاز کتاب تھی۔ نیشاپور کا سب سے بڑا مدرسہ ان کی خاطر تعمیر ہوا۔ ۴۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔

ابواسحٰق ابراہیم بن علی الفیروزآبادی

اپنے وقت کے امام تھے۔ نظام الملک نے جب مدرسہ نظامیہ تعمیر کیا تو انھیں مدرسہ کا رئیس بنانا چاہا۔ لیکن انھوں نے یہ خدمت اپنی بجائے ابن الصباغ کو سونپ دی۔ متوفی ۴۷۶ھ[1]

ابن القاص، ابوالعباس احمد بن ابی احمد

طبرستان میں امام وقت تھے کئی کتابیں تصنیف کیں[2] جن میں التخلیص، ادب القاضی، المواقیت اور المفتاح ان کے زمانہ میں بہت مشہور ہوئیں۔ ۳۳۵ھ میں رحلت فرمائی۔

المروروذی

ابوحامد احمد بن عامر۔ مختصر مزنی کی شرح لکھی[3]۔ اصولِ فقہ میں کئی تصانیف کیں۔ بڑے امام تھے۔ متوفی ۳۶۲ سنہ ہجری۔

ابن القطان، ابوالحسین احمد بن محمد ابن القطان

بغداد کے بڑے علما میں سے تھے کئی کتابیں لکھیں۔ الخطیب نے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ متوفی ۳۵۹ھ۔ الخطیب نے لکھا ہے کہ: من کبراء الشافعی، ولہ مصنفات فی اصول الفقہ وفروعہ۔

احمد بن ابی طاہر الاسفرائینی

ابن خلکان فرماتے ہیں۔ انتھت الیہ ریاسة الدنیا والدین ببغداد

(۱ و ۲) ابن خلکان جزاوّل، ص ۵۱، ۵۲ (۳) ایضاً ص ۵۳ (۴) ایضاً ص ۵۵

وہ اتنے بڑے عالم تھے کہ ان کی مجلس میں تین سو علماء سے زائد عموماً جمع رہتے۔ مختصر مزنی پر تعالیق لکھی۔ التعلیقۃ الکبریٰ، اور کتاب البستان ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ متوفی ۴۰۶ھ۔

المحاملی۔ ابوالحسن احمد بن محمد الضبی المحاملی

بڑے ذہین و ذکی فقہا میں سمجھے گئے۔ کئی کتابیں لکھیں۔ المجموع، المقنع، اللباب الاوسط اور کئی اور کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ۴۱۵ھ میں انتقال فرمایا۔(۱)

الخوافی

ابوالمظفر احمد بن محمد الخوافی۔ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے صاحب بصیرت تھے۔ بہت بڑے فقیہ سمجھے گئے۔ متوفی ۵۰۰ھ ہجری(۲)

ابوالفتوح احمد بن محمد الطوسی الغزالی

امام غزالی کے بھائی تھے۔ فقیہ بھی تھے اور مصنف بھی۔ مدرسہ نظامیہ میں پڑھاتے۔ اپنے بھائی کی کتاب احیاء علوم الدین کی شرح لکھی۔ صاحب کرامات واشارات تھے۔ قزوین میں ۵۲۰ھ میں انتقال فرمایا۔(۳)

امام غزالی

خود امام غزالی شافعی تھے۔

ابن برہان

ابوالفتح احمد بن علی المعروف بابن البرہان۔ اصول وفروع ومتفق ومختلف میں متبحر تھے۔ امام غزالی سے فقہ پڑھی۔ متوفی ۵۲۰ھ ہجری۔

الاربلی

ابن خلکان فرماتے ہیں: ابوالفضل احمد بن شیخ علامہ کمال الدین الاربلی بہت بڑے امام، فاضل

(۱، ۲) ابن خلکان جزء اوّل ص ۵۵ تا ۵۸ (۳) ایضاً ص ۸۰، ۸۱

اجل اور عاقل وجمیل المنظر تھے ۔ احیاء علوم الدین اور التنبیہ کی شرحیں لکھیں اور قبولِ عام پایا ۔

المیہنی ۔ ابوالفتح اسعد بن ابی نصر المیہنی

فقہ اور اختلاف میں بہت بڑے امام تھے ۔ مرو میں تعلیم پائی اور غزنہ تشریف لے گئے ۔ اور اپنے علم وفضل کے سبب خوب مشہور ہوئے ۔ پھر بغداد آئے اور مدرسہ نظامیہ میں مدرس ہوئے ۔ بہت سے لوگوں کو فیض پہنچایا ۔ متوفی ۵۲۰ھ ہجری ۔

البغوی ۔ ابومحمد الحسین ابن مسعود العزا البغوی

ابن خلکان فرماتے ہیں : (علوم کا دریا تھے) ۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں "التہذیب" فقہ میں "شرح السنۃ" حدیث میں اور "معالم التنزیل" تفسیر میں لکھی ۵۱۰ھ میں انتقال فرمایا[1]۔

ابوالفتح سلیم بن ایوب الرازی

بڑے امام تھے ۔ کئی کتابیں تصنیف کیں ۔ جن میں سے "الاشارہ" "غریب الحدیث" اور "التقریب" زیادہ ممتاز ہیں ۔ ۴۴۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی[2]۔

ابوالطیب طاہر بن عبداللہ الطبری

بڑے ثقہ ، صادق اور اونچے فقیہ تھے ۔ "مختصر المزنی" کی شرح لکھی ۔ اصول ومذہب میں کئی اور کتابیں بھی تصنیف کیں ۔ متوفی ۴۵۰ھ ۔

عبداللہ بن احمد القفال

فقہ وحفظ ، ورع وزہد میں وحیدِ زمانہ تھے ۔ امام شافعی کے مذہب کو خوب فروغ دیا ۔ مرجعِ خاص وعام تھے ۔ ابن الحداد کی کتاب کی بہت عمدہ شرح لکھی تھی ۔ متوفی ۴۱۷ھ[3]۔

القشیری ۔ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن[4]

فقہ ، تفسیر وحدیث ، اصول وادب میں علامۂ وقت تھے ۔ خراسان کے عربوں میں سے تھے ، علاوہ

---

(۱) ابن خلکان جزاوّل ص ۴۰۲ (۲) ایضاً جزء ۲ ص ۴۱۳ (۳) ایضاً ص ۳۴۷ (۴) ایضاً ص ۳۷۵

زمانہ نے ان کے علم وفضل کی بہت تعریف کی ہے۔ خطیب جیسے بڑے مؤرخ نے ان کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیے۔ متوفی ۴۶۵ھ۔

السمعانی۔ تاج الاسلام ابوسعد عبدالکریم بن ابی بکر السمعانی المروزی

اُس وقت کی دنیا میں جہاں کہیں بڑے علماء تھے، سمعانی وہیں گئے اور پھر مجتہد زمانہ اور امام وقت اور تاج الاسلام کہلائے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ سمعانی نے کوئی چار ہزار شیوخ سے علم پڑھا تھا۔ اور ملاقات کی تھی۔ ۵۶۲ھ میں انتقال فرمایا۔

بہت سی کتابیں لکھیں جن میں 'کتاب الانساب' اور 'تاریخ مرو' بہت مشہور ہیں۔ انھوں نے تاریخ بغداد کی "تذییل" بھی مرتب کی تھی۔

ابن الصبّاغ۔ ابونصر عبدالسید بن محمد المعروف بابن الصبّاغ

اپنے زمانہ میں عراقین کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔ بہت اونچے مصنف بھی تھے۔ انھوں نے فقہ میں "الشامل" کے عنوان سے ایک بہت مفید کتاب لکھی تھی۔ اس کے علاوہ "تذکرۃ العالم" اور "الطریق السالم" بھی ان کی دو جیّد تصانیف تھیں[1]۔

ابوالمعالی شیذلہ

بڑے فصیح الزبان اور فاضل فقیہ تھے۔ بغداد کے قاضی مقرر ہوئے اور خلقِ خدا کو خوب فیض پہنچایا۔ ۴۹۴ھ میں وفات پائی۔

ابوالحسن الطبری۔ علی بن محمد بن علی الطبری

طبرستان کے رہنے والے تھے۔ مدرسہ نظامیّہ کے مہتمم بنے۔ بہت بڑے فقیہ اور بے مثال عالم تھے۔ ۵۰۴ھ میں انتقال فرمایا۔

دارقطنی

بہت بڑے محدّث و فقیہ تھے۔ شافعی المذہب تھے۔

---

(۱) ابن خلکان جز ۲، ص ۲۸۵۔ ۲۸۶

محمد بن عبداللہ مسعودی

مرو کے رہنے والے تھے۔ مختصر المزنی کی شرح لکھی۔ اور خوب نام پایا۔ آپ نے ۴۲۰ھ میں وفات پائی۔

الھروی العبادی

قاضی ابوعاصم محمد بن احمد الھروی العبادی ہرات کے رہنے والے تھے۔ ابی منصور الازدی سے تعلیم پائی اور خوب نام پیدا کیا۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں "ادب القضا" "المبسوط" "الہادی الیٰ مذہب العلماء" ، "الرد علی السمعانی" اور "طبقات الفقہاء" زیادہ ممتاز ہیں۔ ۳۷۵ھ میں انتقال فرمایا۔

ابوعبداللہ، محمد بن احمد الحضری

مرو کے رہنے والے تھے۔ فقہ شافعی کی اشاعت میں بہت کام کیا۔ حافظہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ ۳۸ھ میں رحلت فرمائی۔[1]

الشاشی۔ ابوبکر محمد بن احمد الشاشی

بہت بڑے فقیہ تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں کتاب "حلیۃ العلماء" زیادہ مشہور ہے۔ بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ ۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔

الارغیانی۔ ابونصر محمد بن عبداللہ بن احمد الارغیانی

بڑے فقیہ تھے۔ نیشاپور میں تعلیم دیا کرتے تھے۔ ابن خلکان فرماتے ہیں

متوفی ۵۲۰ ہجری۔[2]

محی الدین نیشاپوری

استاذ المتاخرین ابوسعد محمد بن یحییٰ ، امام غزالی کے شاگردوں میں سے تھے۔ نیشاپور میں

---

(۱) ابن خلکان، جز ۳، ص ۳۵۶ (۲) ایضاً ص ۳۵۸ ، ۳۵۹

علمائے شافعیہ کے امام سمجھے جاتے۔ بڑے بڑے علماء ان کی خدمت میں بہت دُور دُور سے آیا کرتے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں کتاب المحیط اور الانتصاف زیادہ مشہور تھیں[1]۔

البروی

ابو منصور محمد بن محمد البروی۔ بڑے ائمہ شافعیہ میں سے تھے۔ فقہ، نظر، علم الکلام میں اپنی مثال آپ تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔ سنہ ٥٦٦ھ میں انتقال فرمایا[2]۔

ابن الخل۔ ابو الحسن محمد بن مبارک ابن الخل۔

بغداد کے بڑے شافعی فقیہ تھے۔ اصولِ فقہ میں ایک جیّد کتاب تصنیف کی۔ بہت بڑے مفتی تھے۔ متوفی سنہ ٥٥٢ھ[3]۔

محمد بن ابی الحسن۔ ابو المعالی محمد بن حسن دمشقی

دمشق کے بہت بڑے امام تھے۔ فقہ و ادب میں اپنی مثال آپ تھے۔ دمشق کے قاضی تھے۔ متوفی سنہ ٥٩٨ھ۔

السلماسی۔ محمد بن ہبۃ اللہ السلماسی

اپنے زمانہ کے امام تھے۔ سنہ ٥٧٤ھ ہجری میں وفات پائی۔

ابو منصور حفدۃ الطوسی

بڑے فقیہ اور اصولی تھے۔ نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ بہت بڑے فقیہ اور واعظ تھے۔ سنہ ٥٧١ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔

الخبوشانی

ابو البرکات محمد بن الموفق الخبوشانی بڑے فقیہ تھے۔ متوفی سنہ ٥١٠ھ۔

الشہرزوری

ابو الفضل محمد بن ابی محمد عبد اللہ الشہرزوری بڑے فقیہ تھے۔ متوفی سنہ ٥٧٢ھ۔

---

(١) ابن خلکان جز ٣، ص ٣٦٢ (٢) ایضاً ص ٣٧٠ تا ٣٧٤ (٣) ایضاً جز ٣، ص ٣٨٤، ٣٨٥

ابو حامد محی الدین الشہرزوری

قاضی دمشق، بڑے فقیہ تھے۔ ۵۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔

ابن الخطیب ابو عبداللہ محمد بن عمر الطبرستانی

فرید عصر تھے۔ علم الکلام اور معقولات میں اپنی مثال آپ تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔[1]

ابو حامد محمد بن ابراہیم

جاجرمی کے رہنے والے تھے۔ نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی۔ فقہ میں کتاب الکفایہ تصنیف کی۔ متوفی ۶۱۰ھ۔

ابن الصلاح۔ ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمٰن

تفسیر و حدیث و فقہ میں اپنی مثال آپ تھے۔ العادل بن ایوب ان کا بہت احترام کرتے۔ انھیں دار الحدیث کا مہتمم بنایا تھا۔ متوفی ۶۱۶ھ۔

ابن عساکر

مؤرخین میں ان کا مفصل ذکر ہو گا۔ شافعی المذہب تھے۔ اور فقہائے شافعیہ میں بہت ممتاز درجہ رکھتے تھے۔[2]

ابو اسحٰق ابراہیم بن منصور العراقی

بڑے مصنف و فقیہ تھے۔ المہذّب کی شرح دس جلدوں میں لکھی۔ بغداد میں فیضِ عام کیا۔ پھر مصر پہنچے اور جامع مصر کے خطیب بنے۔ متوفی ۵۹۳ھ۔[3]

الاصبہانی

ابو الفتوح اسعد بن ابی الفضائل۔ محمود بن خلف۔ الاصبہانی بڑے فقہا و فضلا میں سے تھے۔ ۶۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

---

(۱) ابن خلکان جزو ۳، ص ۳۸۴، ۳۸۵ (۲) ایضاً جز ۲، ص ۴۷۱ (۳) ایضاً جز اول، ص ۱۳

النجاری

ابوالسعادات اسعد بن یحییٰ، النجاری بڑے فقیہ و شاعر تھے۔ متوفی ۶۲۰ھ[1]۔

ابن الابیشی

ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی۔ بڑے مجتہد اور صاحبِ فضل و علم تھے۔ متوفی ۵۸۵ھ[2]۔

الطریثیثی

ابوالمعالی مسعود بن محمد النیشاپوری، نیشاپور و مرو میں تعلیم پائی۔ اور اس درجہ کمال حاصل کیا کہ مدرسہ نظامیہ نیشاپور میں ابن الجوینی کی جگہ لی پھر حلب تشریف لے گئے۔ اور نورالدین محمود اور اسدالدین شیرکوہ کے بنائے ہوئے مدرسوں میں درس دیا۔ پھر دمشق کے زاویہ غربیہ میں مسندِ علم بچھائی۔

فقہ میں "الہادی" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔ سلطان صلاح الدین کے لیے بھی ایک کتاب لکھی۔ متوفی ۵۷۸ھ[3]۔

ابوالفتح کمال الدینی

ابوالفتح موسیٰ بن ابی الفضل یونس۔ اصولِ فقہ، اصولِ دین اور دوسرے علوم میں بے مثال عالم تھے۔ ان کے زمانہ کے فقہا اور علماء ان کو اپنا مرجع قرار دیتے تھے۔ علمِ ریاضی میں بھی کمال پایا تھا۔ ابنِ خلکان نے انھیں غیر معمولی شخصیت قرار دیا ہے۔ آپ نے ۶۳۶ھ میں انتقال فرمایا[4]۔

ان بزرگ فقہائے شافعیہ کے علاوہ اور بھی بہت سے شافعی علماء نے چھٹی صدی ہجری تک بہت نام پایا۔

صاحبِ طبقات الشافعیہ نے ان بزرگوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر ہم نے طوالت کے خوف سے ان کا ذکر حذف کر دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ چھٹی صدی ہجری تک بنوعباس، آلِ بویہ، سلجوقیوں اور ایوبیوں کے

---

(۱) ابنِ خلکان جز اوّل ص ۱۸۸ (۲) ایضاً جز ۴ ص ۲۳ (۳) ایضاً ص ۲۸۳ (۴) ایضاً ص ۳۹۶، ۳۹۷

زمانۂ اقتدار میں علمی مسندان ہی شافعی ائمہ و علماء کے قبضہ میں رہی۔ حتیٰ کہ نیشاپور، بغداد، حلب، دمشق اور قاہرہ کی بڑی تعلیم گاہیں ان ہی کے زیر سایہ چلیں۔ اور انتہا تو یہ ہے کہ امام غزالی۔ امام ابو جریر طبری، مسعودی، ابن اثیر، اور خطیب بغدادی جیسے بڑے مؤرخ و فضلا شافعی المذہب تھے اور یہ محض اس لیے تھے کہ امام شافعی قیاس پر ہر حال میں حدیث کو ترجیح دیتے تھے۔ وہ غور و فکر اور فقہ کے قائل تھے، لیکن اس وقت جب کسی مسئلہ میں حدیث ان کی راہنمائی نہ کرتی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ طریق کار یا اصول علمائے حدیث کے نزدیک بہت پسندیدہ تھا۔ اس لیے ان میں سے اکثر نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیشوا مان لیا۔

تہذیب و تمدن اسلامی

مصنفہ رشید اختر ندوی

حصہ اول: تہذیب اسلامی، صفحات ۴۳۱۔ قیمت ۶ روپے

حصہ دوم: ہمارا تمدن بنوامیہ کے عہد میں۔ صفحات ۵۹۶۔
قیمت ۷/۵۰ روپے

حصہ سوم: ہمارا تمدن بنوعباس کے عہد میں۔ صفحات ۴۱۲۔
قیمت ۷ روپے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور